(12)

بعض باتیں بظاہر معمولی ہوتی ہیں
مگر ان میں بڑے بڑے فوائد مضمر ہوتے ہیں
مثلاً اذان کی تصحیح اور نماز میں صفیں سیدھی رکھنا

(فرمودہ 25 مئی 1951ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج پھر طبیعت کی خرابی کی وجہ سے میں اُس مضمون کو نہیں لے سکتا جس پر صحت کے ایام میں مَیں خطبہ پڑھ رہا تھا لیکن آج میں اُس سے ملتی جلتی ایک اَور بات کے متعلق مختصراً کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو مضمون میں پہلے بیان کرتا رہا ہوں اُس کا خلاصہ یہ تھا کہ بعض باتیں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ہوتی بہت بڑی ہیں اور ان سے بڑے بڑے فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ پس اُن چیزوں کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے بلکہ ان کے فوائد کو مدّ نظر رکھ کر اُن پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میں یہ بات محبتِ الٰہی کے سلسلہ میں بیان کر رہا تھا لیکن اِس کے علاوہ دوسرے امور میں بھی یہی قاعدہ چلتا ہے۔

مثلاً نماز کو ہی لے لو اس میں بھی یہی قاعدہ چلتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز میں صفیں سیدھی رکھو۔ اگر تم نماز میں صفیں سیدھی نہیں رکھو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔1 اب صفوں کا سیدھا رکھنا بظاہر ایک غیر دینی چیز ہے یا محض نظام کا ایک حصہ ہے خود نماز کے مقصد اور اس کے فخر کے ساتھ اس کا زیادہ تعلق نہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ نماز میں صفیں اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اتنی اہمیت دی کہ فرمایا اگر تم نماز میں صفیں سیدھی نہیں کرو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ کیونکہ گو بعض چیزیں اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتیں لیکن اُن کا اثر ایسا پڑتا ہے کہ وہ اپنے سے بڑی چیزوں کو بھی اپنی زد میں بہا لے جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے بعض علماء نے اپنے وقت میں قشر پر زیادہ زور دیا تھا لیکن ان سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے اس پر اتنا زور دیا کہ مغز جاتا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ مغز ہی اصل مقصود ہوتا ہے اور اگر مغز کو نظر انداز کر دیا جائے تو چھلکا کسی کام کا نہیں ہوتا۔ چنانچہ صوفیاء نے یہ دیکھتے ہوئے کہ علماءِ اسلام چھلکے پر زیادہ زور دے رہے ہیں مغز پر زور دینا شروع کر دیا۔ مگر یہ بھی ان کی غلطی تھی کیونکہ مغز چھلکے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک اخروٹ جس کا چھلکا قائم ہو وہ سال بھر بھی رہ جائے گا اور اس کا مغز محفوظ رہے گا۔ لیکن اگر اس کی گری نکال کر رکھ لو اور چھلکا پھینک دو تو اُسے کیڑا لگ جائے گا اور اُس کے ٹکڑے بُھرنے شروع ہو جائیں گے۔ ایک آم جس پر چھلکا قائم ہو مہینہ مہینہ رہ جائے گا۔ لیکن اگر آم کا چھلکا اتار دو تو اُسے انسان شام کو بھی نہیں کھا سکتا۔ وہ تیزاب بن جائے گا یا نجاست کا رنگ اختیار کر لے گا۔ غرض جن لوگوں نے قشر پر زیادہ زور دے دیا اور مغز کو نظر انداز کر دیا انہوں نے بھی غلطی کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بلا وجہ پیدا نہیں کی۔ جس خدا نے چھلکا بنایا ہے اُسی نے مغز بھی بنایا ہے اور اِس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے چھلکے اور مغز دونوں کو قیمت بخشی ہے۔

میں نے یہ تمہید اس لیے باندھی ہے کہ میں نے بار بار اِس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت بعض اوقات چھلکے کو نظر انداز کر دیتی ہے اور صرف مغز کو مدّنظر رکھتی ہے۔ مثلاً نماز میں صفوں کو سیدھا رکھنا ہے۔ ہماری جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ یا پھر اذان ہے اس کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ایک نقص خِلقی ہوتا ہے اس پر اعتراض کرنا جائز نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مؤذّن حضرت بلالؓ تھے جو حبشی تھے اور حبشی لوگ ''ش'' نہیں بول سکتے۔ حبشیوں کے بعض قبائل ''ش'' کو ''س'' کہتے ہیں۔ اس لیے حضرت بلالؓ جب اذان دیتے تو اَشْھَدُ کی بجائے اَسْھَدُ کہہ دیتے 2 لیکن اس نقص کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مؤذّن مقرر کیا ہوا تھا۔ اُن کا اَشْھَدُ کی بجائے اَسْھَدُ کہنا کسی جہالت یا بناوٹ کی وجہ سے نہیں تھا اور نہ یہ اُن کی سُستی اور غفلت یا دین سے لاپرواہی کی وجہ سے تھا بلکہ اُن کا یہ نقص پیدائشی تھا۔ بعض ممالک کی آب و ہوا کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کے گلے ایسے ہوتے ہیں جو ''ش'' نہیں بول سکتے۔

ایک دفعہ جب بعض لوگ حضرت بلالؓ کی اذان پر ہنسے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال جب اذان دیتا ہے تو بعض لوگ ہنستے ہیں لیکن خدا تعالیٰ بلال کی اذان سن کر عرش پر خوش ہوتا ہے۔2 آپ نے یہ اسی لیے فرمایا کہ حضرت بلال کا اَشْھَدُ کو اَسْھَدُ کہنا جان بوجھ کر دین سے لاپرواہی اور جہالت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ نے اُن کا گلا ہی ایسا بنایا تھا۔ اگر کسی لڑائی کے موقع پر لوگ بھاگ بھاگ کر میدانِ جنگ کی طرف جائیں لیکن ایک تندرست آدمی جو دوڑ میں اوّل، دوم یا سوم رہتا ہے وہ لنگڑا کر چلنا شروع کر دے تو ایسا شخص لعنتی ہوگا۔ لیکن اگر ایک لنگڑا شخص کُود کُود کر جائے تو اُس کا یہ فعل خدا تعالیٰ کے قُرب کا موجب ہوگا۔ وہ اپنی معذوری کی وجہ سے اگر لڑائی میں نہ جاتا تب بھی کوئی حرج نہ تھا لیکن باوجود معذور ہونے کے وہ حفاظتِ دین کے لیے اپنا کوئی عُذر پیش نہیں کرتا۔ پس اُس کا یہ فعل خدا تعالیٰ کے قُرب کا موجب ہوگا۔ لیکن جب ایک تندرست آدمی لڑائی کا موقع آنے پر لنگڑا لنگڑا کر چلے تو اُس کا یہ فعل خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔ اس لیے کہ وقت پر اس نے عُذر اور بہانے تلاش کر کے لڑائی سے بچنا چاہا۔

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ پنجابیوں کے گلے خدا تعالیٰ نے ایسے بنائے ہیں کہ وہ ہر زبان کو صحیح ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی نقص ہوتا ہے تو وہ بہت معمولی ہوتا ہے۔ ابھی ایک نوجوان نے اذان دی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ اُس نے اذان دیتے وقت صلوٰۃ کو صَلَّاۃ اور فَلاح کو فَلَّاح کہا ہے۔ یہ ایسی غلطیاں نہیں کہ انہیں کوئی پنجابی دور نہ کر سکے۔ یہ بظاہر معمولی بات ہے لیکن معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بڑھتے بڑھتے یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو پرمیشر کہہ لیا تو کیا ہوا یا مسجد کی بجائے مندر یا گرجا میں چلے گئے تو کیا ہوا۔ اور یہ بہت

خطرناک چیز ہے۔ بہرحال اِس چیز کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ یہ نہیں کہ پنجابی لوگ ان الفاظ کو ادا نہیں کر سکتے۔ پنجابی انہیں ادا کر سکتے ہیں۔لیکن بات یہ ہے کہ محکمہ کے افسر یونہی کسی شخص کو کہہ دیتے ہیں کہ تم اذان دو۔ پہلے اُس سے اذان سنتے نہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا کیا نقائص ہیں۔ بہرحال جو شخص فَلاح کہہ سکتا ہے اور وہ نہیں کہتا یا جو شخص فلاح فَلَاح کہنا سیکھ سکتا ہے لیکن وہ نہیں سیکھتا یا صلوٰۃ کہنا وہ سیکھ سکتا تھا لیکن وہ نہیں سیکھتا دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات مانی جائے یا نہ مانی جائے اِس میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہ چیز نہایت خطرناک ہے۔ فَلَاح کی جگہ فَلَّاح کہہ لینا بڑی بات نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ یوں کہو اور ہم کہہ بھی سکتے ہیں لیکن کہتے نہیں۔

مجھے یاد ہے میرے پاس ایک دفعہ ایک نوجوان آیا اور اُس نے میرے ساتھ بحث شروع کر دی کہ داڑھیوں میں کیا رکھا ہے، بال منڈوا لیے یا نہ منڈوائے اس کا محبتِ الٰہی، دماغ کے تنوّع اور ذہن کی روشنی کے ساتھ کیا مقصود ہے؟ میں نے اُسے کہا بال رکھنے یا نہ رکھنے کا بظاہر محبتِ الٰہی پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے یا نہ ماننے کا ضرور اثر پڑتا ہے۔ میں نے کہا میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی بات ہے اور اِس کا ردّ کرنا درست نہیں۔ اِسی طرح جب خدا تعالیٰ نے ان الفاظ کو ایک خاص زبان میں اُتارا ہے تو ضروری ہے کہ ہم انہیں اُس زبان میں اور پھر صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں خصوصاً جبکہ ہم انہیں صحیح طور پر ادا بھی کر سکتے ہیں۔لیکن اگر ہم انہیں صحیح طور پر ادا نہیں کرتے تو دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اِن باتوں میں کیا رکھا ہے؟ کسی طرح کہہ لیا۔اور اِس طرح آہستہ آہستہ بڑی بڑی چیزوں کے ترک پر بھی انسان دلیر ہو جاتا ہے۔ پس اسے چھوٹی چیز مت سمجھو۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی چیز ہے لیکن خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری چھوٹی چیز نہیں بلکہ بہت بڑی چیز ہے"۔ (الفضل 28 مارچ 1962ء)

1: صحیح بخاری کتاب الاذان باب اقامۃ الصّف من تمام الصّلوٰۃ

2: المغنی لابن قدامۃ کتاب الصلاۃ باب الاذان من یقدم فی الاذان و یلحن بہٖ۔ جلد 1 صفحہ 430۔دار الفکر بیروت 1405ھ